تأثرات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحبؒ سے پہلی ملاقات

حمیداللہ قاسمی کبیرنگری

حضرت مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ شیخ الحدیث مظاہرعلوم سہارنپور سے راقم کی سب سے پہلی ملاقات دسمبر ۲۰۰۸ء میں ہوئی، اس کے بعد عام طور سے ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں، جب بھی ہمارے مرکز میں کوئی اہم مہمان تشریف لاتے تو حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملنے کو کہتے، اس لئے راقم کو بار باران سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا رہتا تھا، کبھی کبھی تو ہمارے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے ناظم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب کی تصنیفات وتالیفات کو لیکر حاضر خدمت ہوتا؛ لیکن جب راقم کی پہلی ملاقات ہوئی تھی اس پر راقم نے جو تأثرات تحریر کئے تھے، ان کو درج ذیل سطور میں پیش کیا جارہا ہے:

قمری سال کا آغاز ہوچکا تھا اور شمسی سال کے شروع ہونے میں ابھی کچھ گھنٹے باقی تھے کہ احقر کو اپنے ادارہ مرکز کے رسالہ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے سلسلہ میں شہر (سہارنپور) جانا ہوا، ویسے تو عام طور سے سہارنپور مہینہ دومہینہ میں جانا ہوتا ہی رہتا ہے، مگر حضرت شیخ سے ملاقات اور گفتگو کا موقع کبھی نہ ملتا اور نہ ہی اپنی کم آگہی کے سبب ملنے کی کوشش کرتا، البتہ ۳۰ر دسمبر ۲۰۰۸ء مطابق یکم محرم ۱۴۳۰ھ بروز منگل کی شام کو مدرسہ سے جب جانے لگا تو ہمارے ناظم صاحب (مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی) نے فرمایا مولانا! سہارنپور میں حضرت شیخ سے ملتے ہو کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ کبھی ایسا موقع ہی نہیں ملا کہ ان سے ملاقات کروں، جبکہ کئی مرتبہ رات میں وہاں ٹھہرنے کا موقع بھی ملا اور مظاہرعلوم کے مہمان خانہ میں ٹھہرنے کے باوجود بھی ملاقات نہ کرسکا، حالانکہ مہمان خانہ حضرت کی قیام گاہ سے متصل ہی ہے، لیکن کبھی توفیق نہیں ہوئی کہ حضرت سے ملاقات کرلوں، تو حضرت مفتی صاحب کی تحریض وترغیب پر ملاقات کا ارادہ کیا۔

چنانچہ رخت سفر باندھا اور چل دیا، مغرب کی اذان سے کچھ وقت پہلے سہارنپور پہنچا، شہر کے تمام لوگ اپنی اپنی دکانیں بند کررہے تھے، رکشہ، تانگہ اور بس والے بھی اپنی آخری سواری کے انتظار میں کھڑے تھے، ایک طرف پرندے اپنے آشیانوں میں پہنچ کر چہچہا رہے تھے اور بعض پرندے اپنے ہم جولیوں سے بغل گیر ہوکر اپنے پورے دن کی کارستانیاں سنانے میں مست تھے اور کچھ ایسے طیور تھے جو پورے دن کی تھکان سے نڈھال ہوکر آرام کررہے تھے، جب کہ دوسری جانب ہر شخص اپنے اپنے کام کو پورا کرکے گھر جانے کی تیاری میں لگا ہوا تھا، میں نے ایک رکشہ والے سے کہا بھائی! مجھے مظاہرعلوم تک جانا ہے، وہ فوراً تیار ہوگیا، راقم پانچ منٹ میں مظاہرعلوم پہنچ گیا، اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد جب مدرسہ میں داخل ہونے لگا تو مفتی صاحب کی بات فوراً ذہن میں آئی کہ ''اس دفعہ ضرور حضرت شیخ سے مل کرآنا'' یہ بات ذہن میں آتے ہی میرے قدم وہیں رک گئے، ایسا لگا کہ راقم پتھر کا مجسمہ بن گیا اور دیر تک سوچتا رہا کہ اب کیا کروں، اتنے بڑے محدث اور شیخ الحدیث کے سامنے کیسے جاؤں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سیاہ کار کو دیکھ کر حضرت کو غصہ آجائے، راقم یہی سب سوچتا رہا؛ لیکن ہمت نہیں ہورہی تھی کہ شیخ کے پاس جاؤں، اپنا کچھ حال بیان کروں، اپنا دکھڑا سناؤں اور اپنے لیے دعا کی درخواست کروں؛ مگر ہمت کرکے دل کو مضبوط کیا اور آگے بڑھا، آہستہ آہستہ پاؤں کو جماتے اور ڈرتے ہوئے وہاں پہنچ ہی گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ دولڑکے حضرت شیخ کے پاس موجود ہیں اور ان کی خدمت

کررہے ہیں، بندہ بھی آگے بڑھا اور مصافحہ کیا، حضرت کہنے لگے کہ ''کہاں سے آئے ہو؟'' میں نے کہا ''مظفرآباد مفتی مسعود عزیزی ندوی صاحب کے مدرسہ سے'' حضرت خاموش رہے، چونکہ یہ وقت ان کے ملنے کا نہیں تھا، اس لیے کچھ بات نہیں ہوئی۔

عشاء کی نماز کا وقت قریب تھا، حضرت چونکہ ان دنوں بیماری کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتے اور قیام گاہ پر ہی نماز ادا کرتے ہیں، بندہ بھی مصافحہ کرکے وہیں بیٹھ گیا، دریں اثناء حضرت نے مصلّی بچھوایا اور نماز کیلئے کہا، میں بھی وہیں پر تھا اس لیے حضرت کے خادم نے کہا نماز سے فارغ ہو کہ نہیں، میں نے کہا ابھی تو نہیں، اب آپ لوگوں کے ساتھ پڑھ لوں گا، چنانچہ حضرت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوگیا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا، حضرت کے دائیں جانب ایک دوسرا خادم تھا اور بائیں جانب یہ راقم آثم تھا، اب کیا تھا کہ خوشیوں کا سمندر موجیں مارنے لگا اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ عرش کے پردے اٹھ گئے اور جنت کے دروازے کھل گئے گویا میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔

فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد سنن ونوافل پڑھا، اس کے بعد راقم نے خادم سے پوچھا کہ حضرت سے تفصیلی گفتگو کب ہوگی؟ تو اس نے کہا کہ فجر کی نماز کے بعد، چنانچہ احقر حضرت کی قیام گاہ سے نکل کر مہمان خانہ چلا گیا، رات بھر دل ہی دل میں خوش ہوتا رہا کہ اس گنہگار کو بھی ایک امام وقت کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع مل گیا، یہ راقم کی خوش نصیبی تھی کہ اتنے بڑے محدث کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق ملی، جب کہ بعض لوگ مصافحہ کرنے کو بھی ترستے ہیں۔

صبح فجر کی نماز کے بعد بندہ حضرت شیخ کی قیام گاہ پر دوبارہ گیا، اس وقت ذکر کی مجلس لگی ہوئی تھی، لوگ ''الا اللہ، الا اللہ'' کی ضربیں لگارہے تھے، راقم بھی اس مجلس میں شامل ہوگیا اور ''الا اللہ، الا اللہ'' کی ضربیں لگانے لگا، پندرہ بیس منٹ کے بعد آہستہ آہستہ لوگ جانے لگے، میں نے دیکھا کہ حضرت آرام کررہے ہیں، چپکے سے ان کے پاس آکر بیٹھ گیا، کچھ دیر میں ایک خادم ناشتہ لے کر آیا اور بیدار کیا، حضرت بیدار ہوئے اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ یہ کون ہے؟ خادم نے عرض کیا کہ کل شام کے وقت جو آئے تھے، حضرت نے تھوڑی دیر کے بعد مجھ سے عرض کیا کہ کہاں کے رہنے والے ہو، کہاں سے فارغ ہوئے ہو، کب فارغ ہوئے اور کیا کرتے ہو؟ میں نے تفصیل کے ساتھ حضرت کو بتادیا کہ حضرت میں جوری، ضلع سنت کبیر نگر کا رہنے والا ہوں اور مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب کے مدرسہ کا ملازم ہوں اور فلاں سنہ کی میری دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہے، پھر پوچھا کہ تم حافظ ہو کہ نہیں؟ میں نے کہا حضرت میں حافظ نہیں ہوں۔

چنانچہ موقع غنیمت سمجھ کر کچھ آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمادیجئے! تو شیخ صاحب نے فرمایا: ''تقوی اختیار کرو، سنن ونوافل کی پابندی کرو، جھوٹ، غیبت ہر قسم کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ اور جو کام کرو بس اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے کرو، ریاء دکھاوا نام کی کوئی چیز نہ ہو، ہر کام میں خلوص ہو، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، کمزوروں پر رحم ودرگزر، دوست واحباب کے ساتھ پیار ومحبت اگر کسی وجہ سے ناچاقی ونااتفاقی پیدا ہوجائے تو فوراً معافی تلافی کرلینی چاہئے، تاکہ آپس میں پیار ومحبت برقرار رہے اور جڑے ہوئے دل ٹوٹنے نہ پائیں اور اپنا اصلاحی تعلق کسی بزرگ سے قائم کرلو اور ان سے رائے مشورہ لیتے رہو، تاکہ تمہارے کام میں حسن اور نکھار پیدا ہو'' یہی چند باتیں حضرت نے نصیحت کے طور پر کہیں تھی، چنانچہ اس سیاہ کار نے ان کی قیمتی باتوں کو اپنے دامن کے ایک حصہ میں باندھ لیا اور دعا وسلام کے ساتھ رخصت ہوا۔

یہ وہ تحریر ہے، جو راقم نے ۹؍سال قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب نوراللہ مرقدہ سے پہلی ملاقات پر لکھی تھی، مولانا محمد یونس صاحب جونپوری قدس سرہ ان مخصوص علماء میں سے تھے جنہیں انگلیوں پر شمار کیا جاتا تھا، مولانا فن حدیث کے ماہر اور متبحر عالم دین تھے، محدثانہ شان آپ پر غالب تھی جس کو ہر شخص محسوس کرتا تھا، نیز ورع وتقوی میں اپنی مثال آپ تھے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)